لطیفہ۱۰

تفکر ومراقبہ، جمع وتفرقہ کے شرائط

(دربیان شرائط تفکر ومراقبہ وجمع وتفرقہ)

قال الاشرف:

التفکّرھوالاخراج عن الباطل والاندراج فی الحقّ الکامل

ترجمہ:۔اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں کہ باطل سے خارج ہونا اور کامل حق میں مندرج ہونا تفکّر ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ کوئی عبادت تفکّر سے بالاتر نہیں ہے۔نوعِ انسانی کو دوسری انواع کے مقابل میں اس سے شرف خاص حاصل ہے وہ شریف ترین قوت جو سرشتِ انسان میں انواع کے اعتبار سے رکھی گئی ہے اور نفیس ترین جوہر جو سلسلہ جسمانی میں ودیعت کیا گیا ہے وہ یہی تفکّر ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں:۔

بیت

ای برادر تو ہمین اندیشۂ ما بقی تو استخوان وریشۂ
گر گل است اندیشہ تو گلشنی ور بود خارتو ہیمہ گلخنی

ترجمہ:۔اے عزیز! تیرے اندر جو کچھ ہے وہ یہی اندیشہ اور تفکّر ہے اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ محض ہڈیاں اور رگیں اور پٹھے ہیں۔ اگر تو پھول ہے تو تیرا اندیشہ گلشن ہے اور اگر تو خار ہے تو آتش دان میں جائے گا

صوفیہ کرام کے نزدیک تفکر کے چند مراتب ہیں جب مقدّماتِ علوم میں سالک کو غور وفکر پیدا ہو تو اس کو تذکر کہتے ہیں۔ اور جب وہ اس مقام سے ترقی کرتا ہے اور اس سے بلند مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو فکرت کہتے ہیں اور فکرت سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اس کا نام تفکر ہے۔(پس اس طرح یہ تین مراتب ہوئے۔تذکر، فکرت، تفکر) چنانچہ گلشن راز کے مصنف (محمود شبستری) فرماتے ہیں۔

مثنوی

تفکّر رفتن از باطل سوئ حق بجز واندر بدیدن کل مطلق
حکیمان کاندرین کردند تصنیف چنین گفتند درہنگام تعریف
کہ چون حاصل شود در دل تصوّر نخستین حال او باشد تذکّر
وزو چون بگذرد ہنگام عبرت بود نام دی اندر عرف فکرت

تصوّر کان بود بہر تدبّر بنزد اہل دل باشد تفکّر

ترجمہ:۔باطل سے نکل کر حق محض کی طرف پہنچنا اور کل مطلق کا دیکھنا تفکر ہے۔حکما اور اربابِ دانش نے اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے تفکر کی تعریف کے وقت وہ اس طرح کہتے ہیں کہ جب دل میں تصوّر حاصل ہو تو پہلے مرتبہ میں اس کا نام تذکر ہوگا اور جب اس کے آگے عبرت کے حصول کے لئے قدم بڑھایا جائے گا تو پھر اس کا نام فکرت ہوگا، وہ تصّور جو تدبّر کے لئے ہو اہل دل اس کو تفکّر کہتے ہیں۔

جناب قاضی حجت نے ان تینوں آثار کا استفسار کیا ہے کہتے ہیں کہ جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

تفکر ساعة خیر من عبادة ستة وستین سنة ومن عبادة الثقلین

(ایک گھڑی کا تفکر چھیاسٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے اور جن وانسان کی عبادت سے)

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ہر ایک شیخ نے اس حدیث نبوی اور اخبار مصطفوی کے معانی اپنی اپنی قابلیت اور استعداد کے مطابق مراد لئے ہیں۔بعض شیوخ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث شریف میں پہلا اشارہ دلائل اثبات صانع میں تفکر ہے اور دوسرا اشارہ دلائل وحدت صانع میں تفکّر ہے اور تیسرا اشارہ صانع حقیقی سے جو عجائبات اور ضائع غریبہ ظہور میں آتے ہیں ان میں غور وفکر کرنا ہے۔بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ پہلا اشارہ عالم ملک میں تفکر کی طرف ہے اور دوسرا عالم ملکوت کے تدبر کی طرف، اور تیسرا عالم جبروت کے تحیرّ پر ہے۔بعض حضرات کہتے ہیں پہلا اشارہ اجزائے بدنیہ اور اعضائے نفسیہ میں تفکّر کی طرف ہے اور دوسرا اشارہ دلالت کرتا ہے انوار قلبی اور آثار لاریبی میں تفکر کرنے پر اور تیسرا اشارہ دلالت کرتا ہے پے بہ پے کواشف روحیہ اور یکے بعد دیگرے عوارف فتوحیہ کی جانب، لیکن اس فقیر (قدوۃ الکبرا) کے نزدیک پہلا اشارہ ہے توحید افعال کے تذکر کی طرف اور دوسرا دلالت ہے فکرت توحید صفات پر اور تیسرا اشارہ حصول تفکّر توحید ذات کی طرف اور اس میں فنا ہو جانے کی طرف ہے افعال وصفات کے ساتھ اس لئے کہ سالک کا حصول کار اور وصولِ آثار صرف تفکّر نہیں ہے بلکہ تفکر کا نتیجہ کچھ اور ہی چیز ہے اور وہ ہے غیبت وجود (اپنے وجود سے غافل وغائب ہو جانا) جیسا کہ میر حسن حسینی نے کہا ہے۔

شعر

فکر تو ہنوز خار خاراست چون فکر نماند عین کاراست

ترجمہ:۔ابھی تو تیری فکر الجھنوں میں گرفتار ہے جب کوئی فکر نہ رہے تب سمجھ کہ اب کام بنا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ سب سے بہترین نعمت جو انسان کے خوانِ دل میں رکھی گئی ہے اور عظیم ترین دولت جس کی طرف لوگوں کو راغب کیا گیا ہے وہ تفکّر ہے۔اس بناء پر اصحاب تفکر اور ارباب تذکر کو قرآن مجید میں خطاب کے شرف سے نوازا گیا ہے اور چند مقامات پر ان کی نفاست کے باعث یاددہانی کرائی گئی ہے۔

http://Ashrafi.org

چنانچہ ارشاد ہے:۔

اَلَّـذِیۡـنَ یَـذۡکُـرُوۡنَ اللّٰـہَ قِیَامًا وَّ قُعُـوۡدًا وَّ	جواللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور پہلو پر لیٹے ہوئے
عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ	اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں وہ غور کرتے ہیں۔
وَالۡاَرۡضِ رَبَّـنَـا مَـا خَـلَـقۡـتَ ھٰذَا بَاطِلاً[۱]	(کہتے ہیں) اے ہمارے رب تو نے یہ (سب کچھ) بیکار پیدا نہیں کیا۔

مثنوی

چہ گوہر آمد از دریائے افکار — کہ نرخ اوبود کونین یکبار
چوگوہر افتداز دریاء فکرت — بدست آید ہمہ صحرائے فطرت
چہ سودی ہست درسودائے فکرش — کہ برتر آمد از کالائے ذکرش
چہ سرّی ہست در راہ تفکرّ — کہ برہم میزندل ازتحیّر
چوفکرت نیست درانبان انسان — مگوانسان کہ ناطق نیست حیوان
چوانسان شد بنطق ہرمعانی — بیان ملہم از بہرچہ خوانی
چوانسان رانباشد از تفکّر — چہ حاصل آید ازوی جزمدوّر
زہی کز فکر یوی در جلاوت — ہزاران سال ندید ازعبادت
ازان فرمود آن فرخندہ افعال — کہ فکرت ساعت وسبعین الف سال
زہی بہر تفکّر تیز رفتار — کہ اور انیست ہردہ بحروکہسار
شرف از فکر یابد بہرہ سالک — شود برگردش افلاک مالک

ترجمہ:۔تفکرّ دریائے فکر کا ایسا گوہرِ آبدار ہے کہ یہ کونین اس کا یکبارگی سودا ہے۔(یعنی دونوں جہان اس کی پہلی بولی (نرخ یکبار) ہیں۔اگر دریائے فکر سے یہ موتی تیرے ہاتھ آجائیں تو کیا کہنے ہیں کہ ان کے حاصل ہونے سے تمام صحرائے فطرت تیرے قبضہ میں آجائے گا۔اس سودائے فکر کا ذرا نفع تو دیکھو کہ اس متاع ذکر سے اونچی اور بلند قیمت اور کوئی متاع نہیں ہے۔راہِ تفکّر پر چلنا کیسا بھید ہے کہ حیرت سے دل برہم ہوجاتا ہے۔اگر انسان کی جھولی میں فکر کا سرمایہ نہیں ہے تو اس حیوان کا ناطق ہونا تو کجا حیوان ہونا بھی مشتبہ ہے۔انسان جب اس قوت نطق کی بدولت ہر معانی کو سمجھتا ہے تو پھر بیان ملہم کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صاف صاف کہہ دینا چاہیئے کہ انسان کے پاس اگر تفکر کا سرمایہ نہیں ہے تو پھر وہ یوں ہی پرکار کی طرح چکّر کھاتا رہے گا۔اس سرمایہ کے کیا کہنے جس کی بدولت فکر کو توانائی اور جوانمردی حاصل ہو اور ایسی توانائی جو ہزاروں سال کی عبادت سے بھی نہیں آسکتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ساعت کی فکر ستّر ہزار سال کی عبادت سے برتر ہے۔سبحان اللہ تفکّر کی چال اس قدر تیز رفتار ہے کہ بحر و کہسار کوئی اس کے مانع وحائل نہیں ہوسکتے۔اے شرف (اشرف) سالک کے پاس فکر کا حصہ ضرور ہونا چاہیئے۔اگر ایسا ہے کہ وہ فکر سے بہرہ ور ہے تو وہ گردش افلاک کا مالک بن جائے گا۔

[۱] پ۳ آل عمران، ۱۹

http://Ashrafi.org

یہاں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ ذاتِ الٰہی میں تفکر اس لئے ممتنع اور محال ہے کہ کس کی ذات پاک کا دامن دست تفکّر سے نہیں پکڑ سکتے اور پائے فکر سے اس خطرناک راستہ کو طے نہیں کیا جا سکتا (اس لئے ذاتِ الٰہی میں تفکر کرنے سے منع کر دیا گیا ہے)

قطعہ

زہی کز خوف یحذرکم روان نیست — نہایت منزل اوراعیان نیست
چرا بایدشدن راہ خطرناک — بسودائی کہ سودی کاروان نیست

ترجمہ:۔اس راہ پر چلنا پرخوف ہے کیونکہ منزل عیاں نہیں ہے لہٰذا خطرناک راہ پر کیوں چلا جائے کہ یہ سودا کاروان کے لئے سود مند نہیں ہے۔

یہ آنکھیں اس کے مشاہدہ جمال سے چکا چوند ہیں (خیرہ ہیں کیا جانیں کہ کیا دیکھا) اور بصیرت باطن اس کے جمال کی حقیقت کی دریافت سے عاجز و درماندہ ہے اور انجام کار اس کا حاصل بے سیرگی کے سوا کچھ نہیں اور سوائے خیرگی اور حیرانی کے کچھ نہیں مل سکتا۔

مثنوی

آنکہ در ذاتش تفکر کرونیست — فی الحقیقت آن نظر درذات نیست
ہست آن پندار اور زیر براہ — صدہزاران پردہ آمد تااِلٰہ

ترجمہ:۔ یہ جو اس کی ذات میں تفکر کر رہا ہے یہ حقیقت میں اس کی ذات میں تفکرّ نہیں ہے کہ اس گمان کی راہ میں رکاوٹیں ہیں کہ اس گمان اور اس کی ذات کے مابین ہزاروں پردے ہیں۔

اگر اس کے خورشید جمال کا ایک پرتو بھی پڑ جائے تو کائنات تاب نہ لا کر معدوم ہو جائے اور اس کے خورشید ذات کی ایک کرن چمک جائے تو موجودات درہم برہم ہو جائیں۔

مثنوی

ذرہ خورشید زنور قدم — گرسوئ آفاق برآروعلم
نیست بودرخت ہمہ کائنات — ازتف یک لمعہ خوریشد ذات

ترجمہ:۔اگر اس نورِ قدم کے خوریشد کا ایک ذرہ بھی اس دنیا پر جلوہ نما ہو جائے تو تمام کائنات کا سرمایہ اس خورشیدِ ذات کی ایک تجلی سے فنا ہو جائے۔

اس سلسلہ میں مراقبہ اور محاسبہ کا تذکرہ آ گیا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ سالک کی ابتدائے کار کے سلسلہ میں مشائخ عظام نے جو چند الفاظ وضع فرمائے ہیں وہ مواعظہ ومحاسبہ اور مراقبہ ہیں۔ لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ مراقبہ صرف مبتدی کیلئے ہے ایسا نہیں ہے بلکہ یہ مبتدی کیلئے بھی ہے اور منتہی کیلئے بھی، البتہ ہر محل کے لئے اس کی کیفیات مختلف ہیں۔ چنانچہ ابتداء کار میں (مبتدی کے لیے) اس کی صورت یہ ہے کہ دل میں ہمیشہ اور ہر وقت اس بات کا یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ میرے احوال کا ناظر ہے اور ان سے مطلع ہے اور جو کچھ

http://Ashrafi.org

ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے اس کے علم میں ہے۔ بعض بزرگوں کا یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے مریدوں کو یہی تاکید فرماتے ہیں اس لیے کہ اس صورت میں جب مرید کے تمام اوقات اس تفکّر میں گزریں گے کہ خداوند تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور میرے احوال پر ناظر ہے اور میرے اسرار سے آگاہ ہے تو پھر اس سے معصیت کا صدور نہیں ہوگا اور اگر معصیت پر آمادہ بھی ہوگا۔ تو اس یقین کے پیش نظر اس سے اجتناب کرے گا۔ اس صورت حال سے اس کی ترقی ہوگی (سلوک میں اس کے قدم آگے بڑھیں گے)

ایک شیخ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے بہت سے ارادتمند تھے۔ ان عقیدت کیشوں میں ان کا ایک مخصوص مرید تھا جو دوسروں کے رازوں سے شیخ کو مطلع کرتا رہتا تھا۔ ایک بار دوسرے مریدوں نے رشک کے باعث شیخ سے اختصاص کی وجہ دریافت کی شیخ نے کہا کہ کسی موقع پر تم کو بتادوں گا۔ ایک دن شیخ نے ان بے شمار مریدوں میں سے ہر ایک مرید کو ایک ایک چھری اور ایک ایک مرغ دیا کہ جا کر ہر ایک فرد اپنا مرغ ایسی جگہ ذبح کرے کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔ تمام مریدوں نے اپنے اپنے مرغ کو ذبح کیا اور وہ اسی طرح غیر مذبوح مرغ لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ شیخ نے اس مرید خاص سے کہا کہ تم نے اپنا مرغ کیوں ذبح نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ حضرت شیخ نے فرمایا تھا کہ ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں کوئی دوسرا دیکھنے والا نہ ہو اور حضرت والا اس بات سے بخوبی واقف ہیں اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور ناظر ہے (دیکھنے والا ہے) پھر میں اس کو کس طرح ذبح کرسکتا تھا۔ یہ سُن کر شیخ نے دوسرے مریدوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس کی اس خصوصیت وزیرکی کے باعث میں نے اس کو مخصوص خدمت بخشی ہے۔

اشعار

زہی بال ہما ود۹یدۂ طیر	کہ صاحب طیر بوددواہب سیر
کہ مرغان راچوداد اوکام وکارد	کزینہا مرغ بال اوکہ دارد
چودام کارد برمرغان نہادند	زبان مرغ زیرک درفت دند
جز آن مرغی کہ بدپر وردۂ بال	چہ خوش دریافتہ ازصورت حال

ترجمہ:۔ ہما کے پر اور پرندے کی آنکھ کیا خوب ہے کہ پرندے کا مالک سیر کرانے والا ہے جس نے پرندوں کے منہ کو چاقو یا چھری کی طرح بنایا اور کیا خوبصورت پر عطا کئے۔ جب پرندوں کے گلے پر چھری رکھتے ہیں تو ہشیار پرندے کی زبان اسکے منہ میں دبادیتے ہیں۔ سوائے اس پرندے کے جو کسی کا پالا ہوا ہو کتنی اچھی صورت احوال اس نے پائی۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے فرمایا کہ بعض مشائخ کرام نے مراقبہ میں بیٹھنے کی مخصوص ہیئت بھی مقرر فرمائی ہے (کہ اس صورت وہیئت کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھا جائے) اور یہ کئی طرح کی ہیں۔ لیکن اس فقیر کی نظر میں مراقبہ کا تعلق باطن سے ہے ظاہری صورت سے نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہر حالت میں سالک اس بات پر مامور ہے کہ وہ خود کو خداوند تعالیٰ کے حضور میں سمجھے۔ اس کو اپنے دل میں حاضر کرے اب اگر اس کی حضوری اور مراقبہ

http://Ashrafi.org

کونشست سے مقیّد کر دیا جائے گا تو پھر جہاں بیٹھنے کی جگہ یا موقع نہ ملے گا وہاں مراقبہ نہیں کر سکے گا اور ایسا نہیں ہے۔

بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ بعض جگہیں مراقبہ کے لئے مناسب اور لائق نہیں ہیں جیسے غسل خانہ، پیشاب کرنے کی جگہ یا وہ جگہ جہاں مباشرت کی جاتی ہو لیکن یہ قید ان لوگوں کے لئے جو ہمہ وقت مراقبہ میں مشغول ہوں نامناسب اور بعید ہے۔

قطعہ

چو یاد تو گرفتہ تا سر د پائے — نباشم خالی ازیاد توہر جائے
چو یاد یار باشد روح سالک — تن بی روح چون گردد ممالک

ترجمہ:۔ جب تیری یاد میرے سروپا میں جاگزین ہو جائے تو میں کسی بھی جگہ پر رہوں تیری یاد سے خالی نہ رہوں گا۔ جب دوست کی یاد سالک کی روح بن جائے تو پھر تن بے روح ملکوں ملکوں کس طرح پھر سکتا ہے۔

منقول ہے کہ حضرت مولانا روم قدس سرہٗ کی خدمت میں کسی شخص نے کہا کہ سقایہ (غسل خانہ اور ذخیرۂ آب جہاں ہو) میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ قرآن پاک پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے وہاں ایک دردمند بھی موجود تھا اس نے جواب دیا کہ میں کیا کروں کہ میں خود کو اس سے جدا نہیں کر سکتا۔ بادشاہ جب گھوڑے سے اترتا ہی نہیں تو بے چارہ گھوڑا کیا کرے۔

شعر

چوتو ازبر بخوانی سورۂ یار — چہ باک ازکعبہ داز کوئ خمار

ترجمہ:۔ جب تو دوست کا ذکر ازبر کر سکتا ہے تو پھر جگہ کی کیا قید وہ کعبہ ہو یا مئے فروش کا کوچہ۔

مراقبہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ ارشاد فرمایا:۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ[1] — پس تمام ملائکہ نے اسکو سجدہ کیا۔

شعر

نہ مسجود ملائک بود آدم — کہ نور پاک دروی بود مدغم

ترجمہ:۔ آدم مسجود ملائک نہیں تھے بلکہ اس میں ذات پاک کا نورِ مدغم اور پنہاں تھا پس فرشتوں نے اس نور کو سجدہ کیا تھا۔

شعر

خاکساران جہاں رابحقارت منگر — توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد
توچراغ دل ازنور رقابت برکن — کہ مبادا کہ درین خانہ نگاری باشد

[1] پ۱۴ الحجر۳۰

ترجمہ:۔زمانہ کے خاکساروں کوحقارت کی نظر سے مت دیکھ کہ ممکن ہے کہ اس گردوغبار میں کوئی سوار پوشیدہ ہواور وہی تیرا مقصود ہو تو اپنے چراغ دل کونورانتظار سے روشن رکھ۔کہ بہت ممکن ہے کہ اس گھر میں وہ محبوب موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدعلیہ السلام (ان پراللہ کا سلام ہو) پروحی نازل فرمائی اورارشاد کیا کہ تم علمِ نافع حاصل کرو۔حضرت داؤدعلیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی علمِ نافع کیا ہے۔فرمایا کہ علمِ نافع وہ ہے جس سے تم میری عظمت وجلال میری کبریائی اور ہر چیز پر میرے کمالِ قدرت سے آگاہ ہوجاؤ۔پس بےشک یہ علمِ نافع وہ ہے جوتم کومجھ سے نزدیک کردے گا۔

پس علمِ نافع مشاہدہ کا نام ہے بظاہر بھی اور بباطن بھی۔یعنی علمِ نافع وہ ہے جوتم کومجھ تک پہنچادے گا اور وہ اس طرح کہ ہر چیز میں تم مجھ کو ہی پاؤ اور ہر آن میں مجھ کو یاد کرو۔

شعر

در بمعنی نظر کنی ہمہ اوست

کہ جہان صورت ست معنی دوست

ترجمہ:۔کہ یہ دنیاایک صورت ہے اور وہ دوست اس صورت کے معنی ہیں اب اگر تم معانی پرغور کروتو پھر ہر چیز میں وہ ہی وہ ہے۔

خلقت موجودات اورفطرت کائنات اسی فہم کے لیے بنائی گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ	اللہ ہے جس نے سات آسمان پیدافرمائے
مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ	اورزمینوں سے (بھی) ان کے برابر(سات) ان کے
بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ	درمیان (قضاءِالٰہی کا) حکم جاری ہوتا ہے تاکہ تم جان
شَیْءٍ قَدِیْرٌ لاوَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ	لوکہ اللہ تعالیٰ ہرشے پرقادر ہے اور یہ کہ اللہ نے
بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۱؎	احاطہ فرمالیا ہر شے کا(اپنے) علم سے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں اورزمین کو پیدافرمایا ہے اور بمثل یتنزّل الا مر بینهنّ یعنی وہ ظہور کرتا ہے ہرصورت اور ہرشی میں تاکہ تم یہ جان لوکہ اللہ تعالیٰ ہرشے پرقادر ہے۔''عـالـم كـنـت كنزًا مخفياً بعالم مخلقت الحق،، یعنی عالم خفا سے تنزل فرمایا ہرمعنی کی لطافت میں جومقدر ہوچکی تھی اور ہرصورت میں جوممکن تھی لتعلموا انّ اللّٰه علیٰ کل شی ءٍ قدیر. تاکہ تم اس کی قدرت کو ہرشی میں معائنہ کرسکو۔اور بمصداق اس کے کرومارأیت شیئًا الاَّ ورأیت اللّٰه فيه (میں نے کسی شی کونہیں دیکھا مگراس طرح کہ اس میں اللہ تعالیٰ کوجلوہ گرپایا)

۱؎پ۲۸ الطلاق ۱۲

اس فقیر (حضرت قدودۃ الکبرا) کی نظر میں علم النافع وہ ہے جو قطرہ کو دریا سے ملا دیتا ہے اور جز کو کُل میں سمو دیتا ہے اور ہجر سے نکال کر وصال تک اور دوری سے نکال کر اتصال کی قربت تک پہنچا دیتا ہے۔

قطعہ

توحید کہ از مشرب عرفان باشد — درمذہب اہل عشق ایمان باشد
آنکس کہ نہ دیدہ قطرہ با بحر یکی — حیران شدہ ام کہ چون مسلمان باشد

ترجمہ:۔ وہ توحید جو مشرب عرفان سے ہے، ایسی توحید اہل عشق کے مذہب میں ایمان ہے (اہل عشق اسی کو ایمان کہتے ہیں) وہ شخص جس نے قطرہ اور سمندر کو ایک نہیں جانا ئیں حیران ہوں کہ وہ مسلمان کس طرح ہے۔

ایک بزرگ سے منقول ہے کہ اہل ظاہر ایک سے ہزار جانتے ہیں اہل باطن ہزار کو ایک ہی سمجھتے ہیں اور ایک ہی دیکھتے ہیں۔

مثنوی

دیدہ ام دیوانہ برھم زدہ — سربرآور دہ پابرھم زدہ
کووصال داشت بایار دگر — صدالف رایک الف بین درگذر

ترجمہ:۔ میں نے ایک دیوانہ شوریدہ سر کو دیکھا کہ وہ سر ٹکرا رہا تھا اور پاؤں پٹخ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اگر تم حقیقی دوست سے وصال کے خواہاں ہو تو ہزاروں کو صرف ایک سمجھ کر گزر جاؤ۔

شیخ منصور حلاّج نے اسی قسم کی وصیت جان دیتے وقت کی تھی اور کہا تھا کہ دنیا والے تو اعمال حسنہ اور افعال پسندیدہ کی کوشش میں مصروف ہیں اے مخاطب تجھے اس امر میں کوشش کرنا چاہیئے یعنی وہ کام کرنا چاہیئے جس کے مقابل میں عبادت ثقلین اور طاعت کونین کم ہو۔ پوچھا گیا کہ اے شیخ وہ کون سا عمل ہے فرمایا کہ حقیقت کا علم۔ اسی علم حقیقت کو علم نافع کہتے ہیں۔ جس کے بارے میں بیان کیا جا چکا ہے۔

قطعہ

یاری دارم کہ جسم و جان صورت اوست — چہ جسم و چہ جان جملہ جہان صورت اوست
ہم معنی خوب وصورت پاکیزہ — کاندر نظر تو آید آن صورن اوست

ترجمہ:۔ میرا محبوب ایسا محبوب ہے کہ یہ جسم یہ جان اسی کی صورت ہے۔ یہ جسم و جان ہی نہیں بلکہ کل جہان اس کی صورت ہے اس کا باطن بھی خوب ہے اور اس کی صورت بھی پاکیزہ ہے اور ایسی صورت ہے کہ جو چیز بھی مجھ کو نظر آئے گی وہ اسی کی صورت ہو گی۔

مراقبہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ [1] — بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں۔ وہ اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

---

[1] پ۲۶ سورۃ الفتح ۱۰

http://Ashrafi.org

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب رازِ توحید کا انکشاف فرمایا ہے یعنی بیعت جو تم کر رہے ہو یہ تمہارا فعل نہیں ہے بلکہ تمہارا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک اس کا ہاتھ ہو تو بیعت کرنے والا ہاتھ بھی اس کا ہاتھ ٹھہرا اس طرح صاحب بیعت نے خود اپنی ذات سے بیعت کی۔

اس سر پر دلیل یہ ہے:۔

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۱ تو جس نے بیعت توڑی تو اس کا وبال اسی پر ہوگا۔

قطعہ

شبی درخواب دستم داد دلدار — کہ این دستم برائے جان دل دار
بردیٔ سینہ دست خویش دیدم — چو گشتم من زخواب خویش بیدار

ترجمہ:۔ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے محبوب نے مجھے اپنا ہاتھ دیا اور کہا کہ میرے اس ہاتھ کو اپنے جان و دل پر رکھ لو۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا ہوا ہے۔

العلم نقطة كثرها الجهال (علم نقطۂ وحدت ہے جاہلوں نے اس کو کثیر بنا دیا ہے)

شعر

سعدی بشوی لوح دل از نقش غیر دوست — علمی کہ رہ بحق تماید جہالتست

ترجمہ:۔اے سعدی لوح دل کو نقش غیر سے صاف کر دو۔ وہ علم جو حق کا راستہ نہ دکھائے علم نہیں بلکہ جہالت ہے۔

پس یہ علم ہے کہ وہ نقطہ وحدت کو دیکھے اور دوسرے کو دیکھنے کی جہالت سے پاک رہے۔ اور جاہل وہ ہے جو غیر کو دیکھتا ہے۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ ۲ اگر تو نے شرک کیا تو تیرے اعمال بے شک باطل کر دیے جائیں گے۔ کو پڑھو اور اس پر غور کرو۔

قطعہ

بیا ای طالب جویائے دلدار — ببین درجان معنی صورت یار
کہ نقطہ در مراتب کرد حرکت — برآمد صورت پر کار دوار

ترجمہ:۔اے دلدار کے طالب و جویا۔ آ۔ اور جان معنی میں دوست کی صورت کا نظارہ کر، غور کر کہ ایک نقطہ نے بہت سے مراتب میں حرکت کی ہے اور اس سے پرکار کا ایک دائرہ وجود میں آ گیا۔

مراقبہ افعال و اوصاف اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج ۳ — اور (اے محبوب) آپ نے (خاک) نہیں پھینکی جس وقت آپ نے پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی۔

---

۱ پ ۲٦ سورہ الفتح ۱۰ ۲ پ ۲۴ سورۃ الزمر ٦۵

http://Ashrafi.org

قطعہ

چو بوئ آیدت از مشک وعنبر   بدان آن بوئ اززلف معنبر
سحر بلبل کہ برگلزار باشد   نہ از بلبل کہ از گلذار باشد

ترجمہ:۔ یہ خوشبو جو تم مشک وعنبر میں محسوس کر رہے ہو یہ اس زلف معنبر کی بخشی ہوئی خوشبو ہے صبحدم بلبل جو پھول پر نالہ وزاری کر رہی ہے یہ بلبل کی طرف سے نہیں ہے بلکہ اس چمن سے ہے۔

رایت ربی فی صورت امرد شاب فوضع یده علی صدری فوجدت بردانامله فعلمت علم الاوّلین والآخرین. (میں نے اپنے پروردگار کو امرد جوان کی صورت میں دیکھا، اس نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا میں نے اس کی انگلیوں کا لمس محسوس کیا (سرانگشت کی سردی محسوس کی) تو مجھے اوّلین وآخرین کا علم حاصل ہوگیا

بدست ناز آن یار نگویم   گرفت ازشیوه یکروزی گلویم
بگفت ای عاشق جان باز دیگر   چہ خواہی گفتمش دیگر چہ گویم
بت سیمین تنم چون کرو آغوش   بدست ناز کرده حلقہ درگوش
غریوی خواستم کردن کہ ناگاہ   نہادہ لب بردئ لب کہ خاموش

ترجمہ:۔اس یار کے نازک ہاتھوں ایک روز جو میرے گلے میں تاثیر پیدا ہوئی وہ میں بیان نہیں کر سکتا، کہنے لگا اے عاشق جانباز اور کیا چاہتا ہے میں کیا جواب دوں۔ اس بت سیمیں نے میرے تن (وجود) کو جب آغوش میں لیا اپنے ناز والے ہاتھوں سے میرے کانوں میں حلقہ پہنایا اور اچانک اس نے میرے لبوں پر اپنے لب رکھ کر خاموش رہنے کا حکم دیا۔

مراقبہ صمدیت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **اَللّٰہُ الصَّمَدُہ**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صمد وہ ہے جو جوف (خلا) نہ رکھتا ہو اس لئے کہ جو مجوف ہوتا ہے وہ محتاج ہوتا ہے اور جب اس کا وجود غیر مجوف ہوگا تو کسی چیز کی اس کے وجود میں سمانے کی گنجائش نہ ہوگی۔ لیکن اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

شعر

جہان درآفرینش ہمچو ظرفست
نہ ظرفی کش بود جوفی شگرف است

ترجمہ:۔ دنیا ایک ظرف کی طرح ہے لیکن ایسا ظرف نہیں جس میں جوف نہ ہو، اس میں جوف نہ ہونا تعجب ہی کی بات ہوگی۔

مراقبہ عینیہ **الاوصل فصل ولاقرب ولابعد.**

نہ وصل ہے نہ فصل۔ نہ قرب ہے نہ بعد۔ یعنی وصل ہو تو کس سے ہو اور فصل ہو تو کس سے ہو اور

۳ پ ۹ سورہ انفال ۱۷

http://Ashrafi.org

قرب ہوتو کس سے ہواور بعد ہوتو کس سے۔

قطعہ

کسی کو از صفات ذات عالی — وجود او لطیف وپاک باشد
نیابد قرب وبعدش درعبارت — کہ برتر از رہ ادراک باشد

ترجمہ:۔وہ ذات جواپنے صفات عالی کے باعث وجودلطیف وپاک رکھتی ہوتواس کاقرب وبعدعبارت میں بیان نہیں ہوسکتا۔اس لیے کہ وہ فہم وادراک سے بالاتر ہے۔

سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں:**علم التوحید مبائن للوجودو مجودہ مفادق لعلمہٖ** یعنی علم توحیدوہ ہے جوموجد کے وجودکوجداکرے اس کے علم سے،اوروجودتوحید یہ ہے کہ اس کی ذات سے اس کاعلم جداہو۔وحدت یہ ہے کہ صرف ایک ذات کامشاہدۂ مدام ہو۔

شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لا وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ — اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ بے شک کوئی معبودنہیں ہے سوائے اس کے درآنحالیکہ فرشتے اورارباب علم انصاف کے ساتھ قائم ہیں۔

اس شہود کی علامت یہ ہے کہ عالم کوایک جانے بغیرکسی حس وحرکت کے اورمتصرف سمجھے اس میں حق تعالیٰ کوجس طرح روح قالب میں متصرف ہے اسی نکتہ کواس موحد(منصورحلاج)نے اسی طرح بیان کیاہے،جس کویہ حقیقی مشاہدہ حاصل ہوگیاہواس کااحساس مضمحل ہوجاتاہے۔بیکارہوجاتاہے۔ہراس چیز سے جواس کے سواہے۔(**کاشف بالحقیقۃ فیضحل احساسہ بماسواہ**)۔

پس ایساصاحب مشاہدہ"الشاہدالجمع،،ہے سربسراوراس کاظہروصف تفرقہ سے

(فھو المشاھد لجمیع سر السر وظاھرہ بوصف التفرقہ)

مثنوی

جہان درچشم وحدت یک وجوداست — کہ پیش واحد خود درسجوداست
کسی کز سجدۂ خود گردد آگاہ — نیابد درمقام لی مع اللہ

ترجمہ:۔چشم وحدت میں یہ سار جہان ایک وجودرکھتاہے کہ وہ اس ایک واحد کے سامنے سجدہ ریز ہے جوکوئی اپنے اس سجدہ سے آگاہ ہوجاتاہے وہ مقام لی مع اللہ میں پہنچ جاتاہے۔

مراقبہ: حضرت شیخ نجم الدین صغیرسفری فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ بدیع الدین المعروف بشاہ مداراپنے مریدوں کواسی نسبتِ شریفہ سے مخصوص فرمایاکرتے تھے۔جب یہ بات قدوۃ الکبرا سے بیان کی گئی توحضرت نے اس کوبہت پسندفرمایا۔

مراقبہ:جلوس الموحدفی میدان التوحید وقیل المراقبۃ رویت اللہ بلاحجاب

یعنی موحد کا میدانِ توحید میں بیٹھنا مراقبہ ہے اور بعض حضرات کے نزدیک خداوند تعالیٰ کا دیدار بغیرکسی

http://Ashrafi.org

حجاب کے مراقبہ ہے۔

اس مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں قبلہ رو ہو کر اس طرح بیٹھے کہ ریڑھ کی ہڈی میں خم نہ ہو اور اس خلوت میں کوئی مداخلت کرنے والا اور سامنے بولنے والا نہ ہو۔ سامنے آنکھیں لگی ہوں۔ اللہ کا نقش اپنے سینہ میں تصور کرے اور پاس انفاس کرے اور غیر حق کو خیال میں مدخل نہ ہونے دے۔ اس طرح اسی حال میں ایک ہفتہ تک مراقبہ کا کام انجام دے اور بزمِ توحید میں دوست کے ساتھ اس کے نورانی حضور میں ہم مجلس رہے

قطعہ

چون نقش یار رادر سینہ دارد | نفس راپاس باآئینہ دارد
شود علم وصال دوست حاصل | کہ آن رادایہ درسینہ دارد

ترجمہ: یار کے نقش کو جب سینہ میں رکھے تو سانس کو پاس کرتے ہوئے آئینہ کی طرح دیکھے۔ وصالِ دوست کا علم حاصل ہوگا اور اس کو سینہ میں محفوظ رکھے۔

مراقبہ: حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نجیب الدین علی ابن بزغش سے ایک شخص نے مراقبہ کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ اسرارِ توحید کی آئیند کائنات میں کوئی مثال بیان فرمادیجئے اور افکار و تفرید کو وجود موجودات میں کسی تمثال سے ظاہر فرمایئے تو آپ نے کہا کہ دو آئینے ہیں اور ایک سیب ہے (ظاہر ہے کہ ہر آئینہ میں ایک ایک نظر آئے گا درآنحالیکہ سیب ایک ہے) فاضلوں میں ایک وہاں موجود تھا۔ انھوں نے ایک قطعہ میں اس مضمون کو اس طرح نظر کیا

قطعہ

شیخ کامل نجیب الدین پیر کہن | این حرف نوآدرد بصحرائ سخن
گفتا کہ زوحدت ازمثال خواہی | سیبی یکی دوانبہ تصور میکن

ترجمہ:۔ شیخ کامل نجیب الدین قدس اللہ سترہٗ نے صحرائ سخن میں یہ ایک نیا نکتہ بیان فرمایا کہ کائنات کے وجود میں اگر وحدت کی تمثیل تم چاہتے ہو تو سنو کہ ایک سیب کو دو آئینوں میں تصوّر کرو۔

اس طرح کی متعدد رباعیات شیخ عزیزالدین محمود الکاشی (صاحب مصباح الہدایت) نے لکھی ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے بسلسلہ رشد وہدایت کئی بار یہ بات بیان فرمائی ہے کہ مراقبہ میں طالب رشد وہدایت کو عجیب حالت میّسر آتی ہے۔

قطعہ

دل گفت مراعلم لدنی ہوس است | تعلیم کن گرت بدین دست رس است
گفتم کہ الف گفت دگر گفتم ہیچ | درخانہ اگر کس است یک حرف بس است

ترجمہ:۔ مجھے دل نے کہا کہ علم لدنی ہوس ہے۔ اگر تجھے دین میں دسترس ہے تو مجھے تعلیم کر۔ میں نے کہا کہ الف،

http://Ashrafi.org

اس نے کہااور آگے، میں نے کہا کہ مزید آگے کچھ بھی نہیں۔ اگر اس خانہ میں کوئی ہے تو ایک حرف ہی کافی ہے۔

قطعہ

این عکس رخ تو داد نور بصرم ۔۔۔ تادر رخ تو بنور تو درنگرم
گفتی منگر بغیر ماآخر کو ۔۔۔ غیراز تو کسی ناید اندر نظرم

ترجمہ:۔ تیرے عکس رخ کو میں نے اپنی آنکھوں کا نور دیا تا کہ تیرے چہرے میں تیرا نور دیکھوں، اس نے کہا کہ میرے بغیر نہ دیکھو کیونکہ میری نظر میں تیرے بغیر کوئی نہیں آسکتا۔

قطعہ

ای دوست میان ماجدائی تاکی ۔۔۔ چون من تو ام این دتوئ ومائ تاکی
باغیر تو مجال غیری چون نماند ۔۔۔ پس درنظر این غیر نمائی تاکی

ترجمہ:۔ اے دوست ہمارے درمیان جدائی کب تک۔ جب میں تو ہوں تو یہ میں اور تو کب تک۔ جب تیرے بغیر کسی اور کی مجال نہیں ہے تو پھر اس نظر میں غیر نمائی کب تک۔

قطعہ

کثرت چونیک می نگری عین وحدت است ۔۔۔ ماراشکی نماند درین گرتراشک است
درہر عدوزروئ حقیقت چونگری ۔۔۔ کزصورتش بہ بینی وکزمادہ اش یک است

ترجمہ:۔ کثرت کو جب غور سے دیکھے گا تو یہ عین وحدت ہے۔ ہمیں تو اس میں ذرا برابر بھی شک نہیں۔ اگر تجھے شک ہے تو ہر عدد کو از روئ حقیقت اگر تو دیکھے تو خواہ صورت کو دیکھے خواہ مادہ کو وہ ایک ہی ہے۔

قطعہ

تاتوئی درمیانہ خالی نیست ۔۔۔ چہرۂ وحدت ازنقاب کسی
گرحجاب خودی براندازی ۔۔۔ عشق ومعشوق عاشقست یکی

ترجمہ:۔ جب تک تو درمیان سے ہٹ نہیں جاتا چہرۂ وحدت نہیں دیکھ سکتا۔ اگر خودی کے حجاب کو تو اتار دے تو عشق ومعشوق اور عاشق ایک ہی ہے۔

مراقبہ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ[1] اور اس میں اپنی طرف کی (خاص) روح پھونک دوں۔
کے ارشاد کے بموجب آدم آئینہ کی طرح ہے اور اللہ کی ذات بس اس صورت مرئی کی طرح ہے جو خارج سے نظر آتی ہے اور روح اس صورت کے مشابہ اور مانند ہے جو صورت رائی کے مقابل میں آئینہ میں منعکس ہوتی ہے۔ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ کے معنی یہی ہیں ہر چند کہ ایک صورت داخلی آئینہ میں نظر آتی ہے اس کی

[1] پ ۱۴ سورہ الحجر ۲۹

http://Ashrafi.org

صورت خارجی کا وجود ہے اور یہی معنی ہیں اس ارشاد کے:۔

کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ [1] اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے جمع وتفریق کی وضاحت کے موقع پر ایک عارف باللہ کا قول نقل فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ:

بعض عارفین نے فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی تجلی فرماتا ہے کسی ذات میں تو تمام ذات وصفات اور افعال کو دیکھتا ہے اور ان شعاعوں میں تلاش کرتا ہے اس کی ذات کو اس کی صفات کو اور اس کے افعال کو اور تمام مخلوقات سے اس کے نفس کو پالیتا ہے۔ گویا کہ وہ تمام مخلوقات کے لئے مدبّر ہے اور وہ مخلوقات اس کے اعضاء ہیں اور کوئی شخص ان اعضا سے کسی کو الگ اور جدا گانہ نہیں پاسکتا۔ سوائے اس کے کہ اس کو مسلّم وکامل پاتا ہے۔ اس کی ذات واحد کا مشاہدہ کرتا ہے یعنی اسکو اسکی ذات واحد کا مشاہدہ ہوتا ہے پھر اس کی صفت اس کی صفت اور اس کا فعل اس کا فعل بن جاتا ہے۔ اس طرح وہ بالکلّیہ عین توحید میں مستہلک ہو جاتا ہے۔ اور انسان کے لئے اس مرتبہ سے وراء اور کوئی مقامِ توحید میں نہیں ہے۔ جب روح کی نگاہ جمال ذات کی طرف منعطف ہوتی ہے تو اس وقت وہ نور عقل جو فرق کرنے والا ہے چیزوں کے مابین غلبۂ نور ذات قدیم کے باعث پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ ہر حدوث وقدم کے درمیان تمیز ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اب باطل حق کے نزدیک ہونے کے باعث مٹ گیا اس حال کو ''حال جمع'' سے موسوم کیا جاتا ہے۔

مراقب منطق ومنظومہ

مثنوی

مردآن باشد کہ دریاد حضور	نیارد اندر خاطراز حور وقصور
زانکہ در یادش چنانم دولتی است	کان زہردوکون برترشوکتی است
ہرکہ از نزدیک یادش ماند دور	گرچہ باحوراست دارد صدقصور
ای برادر ہرچہ بینی درجہان	ہست دردی ذات پاک اونہان
گربودچشم دل تو پاک تر	باشد ازہرچیز دلبر جلوہ گر
ہست ہرفردی خدا را آئینہ	بین تو در ہرآئینہ ہرآئینہ
بعدازین دیدار ادبرتر برائ	بین جمالِ یار خود در ہر سرائ
این ہمہ افراد یک آئینہ دان	کش فلک اور ابود آئینہ دان
کاندران آئینہ روئ یاربین	گربودچشم تویاران یار بین
بعدازیں برتر ترابہرخیال	بین وجود خویش راآئین مثال
اندر وعکس ہمہ اسماء حق	بین بہم توکن لباس غیرشق

[1] پ ۲۰ القصص ۸۸

برتر آزین خاطر خود پاک کن ذات اورا آئینہ ادراک کن
درچنین آئینۂ ذات خدائ عکس اسمائ جہان بین از درئ
تابود محوتو در عکس شہود تونمائی درمیان الّاوجود
گرچنین محوی ترا حاصل شود فرق باجمعیتی واصل شود
ہرکرا بردست آید این مقام ہست اواہل مقام والسّلام
این مقام اشرف سمنان بود فی زلیخا یوسف کنعان بود
صورتم جام جہان بین آمدہ نے چوجمشید جہان بین آمدہ

ترجمہ:۔حقیقی جوانمردوہ ہے جو یادِالٰہی میں اپنے دل میں حوروقصور وجنت کا خیال بھی نہ آنے دے اس لیے کہ اس دوست کی یاد ایسی عظیم دولت ہے کہ اس کی شان وشوکت دونوں جہاں سے بڑھ کر ہے۔جو بھی اس کی یاد کے قرب سے دور رہا ایسا بدنصیب اگر حوریں بھی رکھتا ہوتو سو(۱۰۰) ناکامیاں اس کے دامن میں ہیں۔اے عزیز!دنیا میں تم کو جو کچھ بھی نظر آتا ہے۔اس میں اس کی ذات پاک پوشیدہ ہے۔اگر تمہاری چشم دل ماسوا سے پاک ہے تو ہر چیز میں وہ محبوب حقیقی تم کو جلوہ گر نظر آئے گا ہر فرد خداوند تعالیٰ کی ذات کی جلوہ گری کے لیے آئینہ ہے بے شک تم ہر آئینہ میں نظر کر کے دیکھو اور اپنی ذات میں اس دیدار کے بعد ذرا اور آگے بڑھو تو اپنے دوست کا جمال ہر جگہ دیکھو گے۔کائنات کے تمام افراد کو(باعتبار کلی)ایک آئینہ سمجھو اور یہ آسمان بھی اس کی جلوہ گری کا ایک آئینہ ہے۔اس آئینہ میں اپنے محبوب کے جمال کا نظارہ کرو اور تمہارے پاس آنکھ ہے تو دوست کے دوستوں کو دیکھو۔اس کے بعد عالمِ خیال میں آکے دیکھو کہ یہ تمہارا وجود ایک آئینہ کی طرح ہے اور اس آئینہ میں تمام اسمائے حق کا عکس پڑ رہا ہے۔تو اس میں نظر کرو لیکن غیر کے لباس کو اتار دینا شرط ہے۔اس سے آگے اگر اور تم بڑھنا چاہتے ہو تو اس خیال کو بھی دل سے نکال دو اس وقت تم خود اس کی ذات کو ایک آئینہ پاؤ گے۔اس وقت اس آئینہ میں جو ذاتِ خداوندی کا آئینہ ہے تم کو اس کے ماورا تمام اسمائے جہاں کا عکس نظر آئے گا۔جب تمہاری ذات اس شہودِ حق میں محو ہو جائے گی تو پھر اس میں تم ہی تم نظر آؤ گے ہاں تمہارا وجود اس میں نہیں ہوگا۔اگر تم کو یہ محویت حاصل ہو گئی تو پھر تمہارا حال تفریق جمع سے ہوگا تفرقہ مٹ جائے گا اور حال جمع حاصل ہو جائے گا۔جس کسی خوش بخت کو یہ مقام ہاتھ آ جائے بس وہی صاحبِ مقام ہے(اس کے آگے اور کیا کہوں۔)اس کے فضل وکرم سے اشرف سمنانی کو یہ مقام حاصل ہے۔اب وہ زلیخا(عاشق)نہیں ہے بلکہ اب وہ خود یوسف کنعان(محبوب حق)ہے۔اس کے لطف وکرم سے میری صورت اب ایک ”جامِ جہاں بین،،کی طرح ہے اس دانش مند جمشید کے جام کا کیا ذکر کہ وہ جامِ جہاں نما رکھتا تھا اور میری صورت جامِ جہاں بین ہے۔

لطیفہ ۱۱

مشاہدہ ووصول ورد یتِ صوفیہ ومومنان دیقین

قَالَ الْاَشْرَفُ!

المشاهدة هی معائنة الوجود فی مرات روية المقصود بعين اليقين المفقود.

ترجمہ:۔اشرف سمنانی فرماتے ہیں کہ وجود کا آئینہ میں معائنہ کرنا اور چشم یقین سے مقصود کا دیکھنا مشاہدہ ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ رویت باری تعالیٰ اور اختیار کا مسئلہ سلف میں بھی مشکل تھا (اسلاف کے خیالات بھی ان ہر دو مسائل میں مختلف ومتضاد رہے ہیں) اور آج بھی اسی طرح مشکل ہے۔کیا شرعی نقطہ نظر سے اور کیا طریقت وحقیقت کے اعتبار سے، پھر بھی عارفانِ کامل اور کاملانِ مکمل نے اس مسئلہ کی اس طرح شرح اور وضاحت کی ہے جس سے ارباب صدق وصفا کو اطمینان وتسکین حاصل ہوتا ہے۔چنانچہ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے ہیں کہ بعض مشائخ اور اربابِ تصوّف نے مشاہدہ اوصول، رویت اور یقین کو الفاظ مترادف خیال کیا ہے۔(معنی ایک ہی ہیں لیکن الفاظ مختلف میں) لیکن محققین صوفیہ نے مشاہدہ، وصول اور رویت میں کچھ فرق کیا ہے۔اور بتایا ہے کہ یہ مختلف ہیں اور فرمایا کہ مشاہدہ اور وصول کا تعلق تو اس جہان فانی سے ہے۔اور رویت دار آخرت سے موعود ہے یعنی آخرت میں وعدہ کردہ شدہ ہے۔

قطعہ

گرچہ دارد نازنین من نقاب　　　بررخ کش ذرہ گردد آفتاب

لیک چشم از بہر توئی آسودہ کرد　　　جلوۂ در آخرۃ موعود کرو

ترجمہ:۔اگرچہ مرے نازنین کے اس چہرہ پر نقاب پڑا ہے جس کی تجلی کے ایک ادنی کرشمہ سے ذرہ آفتاب بن جائے لیکن اپنے جمال کے پرتو سے میری آنکھوں کی تسکین کے لیے اس نے اپنے دیدار کا آخرت میں وعدہ کیا ہے۔

اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ خداوند تعالیٰ کو دنیا میں نہیں دیکھ سکتے ان آنکھوں سے اور نہ دل سے مگر جہت یقین سے اس کا دیدار ہوسکتا ہے۔اور یہ اس بنا پر کہا گیا ہے کہ ایک گردہ نے اسی بات کو روا رکھا ہے کہ بندو دنیا میں خداوند تعالیٰ کا دیدار کرسکتا ہے آنکھوں سے اور دل کے مشاہدہ سے۔لیکن علمائے

اہل سنت و جماعت اور اربابِ دین و دیانت کا اس پر اجماع ہے کہ جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں ان کو مبتدع کہتے ہیں یہ تمام تر مبالغہ علمائے ظاہر اور متشرعان حضرات نے روا رکھا ہے۔ صوفیہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرات صوفیہ اور مشائخ کرام کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا و آخرت میں دونوں میں حق تعالیٰ کا دیدار تمام مسلمان مردوں اور عورتوں اور مومنین و مومنات کے لیے نص قرانی، احادیث شریفہ اور اقوال صحابہ کرامؓ اور مشائخ اور اخص الخاص سے جائز ہے۔ اس سلسلہ میں اکابر مشائخ کے اقوال سے بھی تائید ہوتی ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ عام مسلمان آخرت میں ان جسمانی آنکھوں سے اس کا دیدار کریں گے اور خاص بندے (اربابِ طریقت) دیدۂ دل سے دنیا میں اس کا دیدار کریں گے جس میں نہ چگونگی اور نہ کوئی کیفیت اور نہ احساس اور نہ ادراک! لیکن جو بندگان اخص (خاص الخاص) ہیں وہ دنیا میں چشم جاں سے اس کا دیدار کرتے ہیں۔ یہ حالت خواب ہوتی ہے یا حال مراقبہ ہوتا ہے۔

بیت (خواجہ حافظ)

دیدن روئ ترا دیدۂ جان بین باید

واین کجا مرتبہ چشم جہان بین منست

ترجمہ:۔ ترے دیکھنے کے لئے تو چشم جان بین کی ضرورت ہے۔ میری اس چشم جہان بین کو سلیقہ کب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

من رانی فی المنام فقدر اا لحق جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے حق دیکھا۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے:

رایت ربی فی المنام علی احسن صورته میں نے اپنے رب کر بہترین صورت میں خواب میں دیکھا۔

اسی کا نام مشاہدہ ہے۔

منقول ہے کہ حضرت سلطان ابراہیم ادہم قدس سرہ نے فرمایا کہ میں نے خدا کو ایک سو بیس بار دیکھا اور اس سے ستّر بار سوال کیا اور ان میں سے چار کا میں نے اظہار کیا لیکن لوگوں نے اس سے انکار کیا۔ پس میں نے باقی کو چھپا لیا۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دنیا میں دیدار کی آرزو کی اور عرض کیا رَبِّ اَرِنِیٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (پ۹ سورہ الاعراف آیت) اے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا۔ تاکہ میں تجھے دیکھوں! اگر حق تعالیٰ کی رویت دنیا میں ناممکن و محال ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رویت باری کی درخواست دنیا میں نہ کرتے۔ اس لیے کہ محال طلبی انبیاء علیہم السلام کے لیے معصیت ہے۔ اور اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کا لن ترانی فرمانا اس وجہ سے تھا (ظاہری آنکھ) سے دنیا میں رویت ممتنع اور ناممکن ہے۔

مثنوی

گرچہ در دنیا جمالت دیدنی است — دیدنی گونید ولیکن دیدنیست

دیدن راہر کہ اومنکر بود ، گرمسلمان است خود کافربود
دیدن باشد ولی نوع دگر ، دیدہ رازین دیدنی نبوداثر
ہرکرازین ذوقی بود ، تاابد ازدیدہ ور شوقی بود
واصل فانی کہ درباقی بود ، حاصل دیدار درباقی بود
شرح دیدن برتر ازکیفیت است ، ماہری داند کہ ازماہیت است
خیز ازقانون ارنی درنواز ، تابردن آید ترازین پردہ راز
راز ساز پردہ از گوش دل ، گوش را آن نغمۂ غیرت گسل
تاترا این جملہ یکسازی شود ، ہرسر مویت درآوازی شود
بشنوی گوش ازشجرۂ شہود ، نغمہ انی انا اللہ از وجود
گرترا ازلن ترانی زخمہا است ، زخمہا نبود ترآن نغمہا است
لن ترانی ناز معشوقی بود ، گرنہ داند ناز اوشوقی بود
سنگ دل راقابل دیدار کرد ، معدنی ازگوھری اسرار کرو
لن بسوئ چشم اُنظر بردلست ، ہرکہ این چشمک بداند کامل است
اشرف این نازونیاز ولبران ، ہرکہ داند ازیقین نہ دلبر آن

ترجمہ:۔اگرچہ دنیامیں تیراجمال دید کے قابل ہے۔اس کودیدنی تو کہتے ہیں لیکن اس کی دید ہوتی نہیں۔
پس دیدنی کاجوکوئی بھی منکر ہے اگرمسلمان بھی ہوتووہ کافر ہے۔

ہاں یہ دیدارایک اورہی قسم کا ہے۔اس دید میں ان آنکھوں کا کوئی تعلق نہیں ہے جوکوئی ان آنکھوں سے اس کے دید کا ذوق رکھے گا وہ ابدتک اس شوق میں کامیاب نہ ہوگا۔ہاں!جب یہ فانی اس باقی سے واصل ہوجائے گا۔اس کی ذات میں فنا ہوجائے گا تب اس باقی میں دیدارحاصل ہوجائے گا۔اس کے دیدار کی شرح کیفیت میں نہیں سماسکتی۔وہ اس سے کہیں برتر ہے کہ ایک ماہرہی جان سکتا ہے کہ ماہیت کیا ہے۔اٹھ اوررَبِّ اَرِنِی کا ساز بجاتا کہ اس راز سے پردہ تیرے سامنے سے اٹھ جائے۔دل کواس راز کے ساز کا پردہ بنالے اورپھراس دوئی کومٹانے والے نغمہ کوسُن۔تاکہ خودسراپاایک راز بن جائے اورتیراہرسرِموایک آواز بن جائے۔پھرتواس وقت شجرہ شہود(شجرطور)سے انی انا اللہ کانغمہ سن سکتا ہے اگرتیرے دل پرلن ترانی کے زخم آتے ہیں تووہ زخم نہیں ہیں(بلکہ نغمات ہیں) یہ لن ترانی توایک نازِمعشوقانہ ہے جوکوئی اس نازِمعشوقانہ کونہیں سمجھ سکتا توپھروہ ایک شوق ہے ایک آرزوہے۔ذراغورکروکہ دل کے پتھر میں اس نے قبول دیدار کی صلاحیت پیداکردی ہے اوراس کوگوہراسرار کی کان بنادیا ہے۔یادرکھوکہ لن(نفی)کاتعلق چشم سے ہے اور انظر کا ربط دل سے ہے یعنی اس کو دل سے دیکھ سکتے ہیں اورچشم سرسے ہرگزنہیں دیکھ سکتے۔جواس لطیف فرق کو جانتا ہے

وہ دراصل مردِ کامل ہے اور طالبِ صادق ہے۔اے اشرف معشوقوں کے یہ ناز و نیاز جو یقینِ کامل کے ساتھ سمجھتا اور جانتا ہے وہی حقیقت میں دلبر ہے:

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب دل کو مرتبہ یقین حاصل ہو جاتا ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ وہ ''وہ،، ہے اور جب بندہ کا یہ یقین درست ہو جاتا ہے تو بس سمجھ لینا چاہیئے کہ دیدار حاصل ہو گیا۔

شعر

بدر دیقین پردہ ہائ خیال نماند سراپردہ الاّ جلال

ترجمہ:۔اس منزل پر یقین خیال وگمان کے تمام پردے چاک کر ڈالتا ہے اور پھر جلالِ ذات کے سوا اور کوئی پردہ باقی نہیں رہتا۔

اصحابِ کشف ووجدان اور اربابِ شہود وعرفان کا اس پر اتفاق ہے کہ حق تعالیٰ کو اسمائے صفات کے واسطہ کے بغیر اور آئینہ کائنات کے رابطہ سے الگ ہو کر نہیں دیکھ سکتے۔آئینہ کائنات کا رابطہ اور اسمائے صفات کا واسطہ اس کے دیدار کے لیے ضروری ہے اس لیے کہ اس کی ذات والا صفات ایسی پر نور ہے کہ اس کے نور کا ایک ذرہ بھی کونین کی تمام آنکھوں......کو جلا دینے کے لیے کافی ہے اور چار سمتوں (خافقین) کے انوار کو درہم برہم کر دینے والا ہے اور اس کی تجلّی اسمائے صفات کے پردہ میں رہ کر ہی عارفان روزگار کی بصیرت کی بقا کا باعث ہے اور س کے رخسار جمال کے ناظروں کا شوق بڑھانے والی ہے۔جیسا کہ ظاہری طور پر ایک دنیاوی مثال ہے کہ ابر کا ایک رقیق پردہ جب دیکھنے والی نگاہوں اور سورج کے مابین واسطہ بن جاتا ہے تو دیکھنے والا اس ابر کے پردہ کے باعث خورشید کو نہ دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ ابر کا یہ پردہ نہ ہوتا تو خورشید کا نظارہ ممکن نہ ہوتا۔پس اسی طرح یہ اسمائے صفات بھی اس کے خورشید ذات اور اصحابِ شہود کی بصیرت کے درمیان ایک واسطہ ہیں۔

مثنویات

ای برادر چون جمالِ آفتاب نیست صدک ناظران رابی سحاب
پس چنان آن نور خورشیدِ جمال بی وقایت می وراید درخیال
شدوقایت درمن وخورشید ذات بہر ادراک جمال این صفات
گرنباشداین وقایت درمیان ہیچ کس اور انہ بیند درعیان
ہرکہ دانشمند این معنی بود حدوقائع شرح لایعنی بود
گربتابد ذرہ آن آفتاب زآسمان غیب مطلق بے نقاب
محوگردد عالم وآثارِ او درشعاع لمعۂ انوارِ او
جلوۂ دارد عجب خورشید رو ازتہ جلباب کثرت سوبسو

عکس اخوبانِ جہان باشد عیان	کاشکار پردہ فی پردہ نہان
ورنہ نور ذات را تقصیر نیست	لیک چشما نراچنان تدبیر نیست
ہرکہ اشرف اینچنین دارد نظر	او خدارادیدوسرکرو ازنظر

ترجمہ:۔اے عزیز! جس طرح آنکھیں بغیر حجاب اور پردہ کے جمال آفتاب کا مشاہدہ نہیں کرسکتیں اسی طرح اس خورشید جمال کا نور بھی بغیر پردہ کے کب خیال میں آسکتا ہے (بغیر پردہ دیکھنے کا خیال کس طرح ہوسکتا ہے) یہی پردہ اس خورشید ذات اور میرے درمیان حائل ہے تا کہ اس کی صفات کے جمال کا ادراک کیا جاسکے۔اگر یہ پردہ درمیان میں نہ ہوتا تو کوئی شخص بھی اس کو عیاں نہیں دیکھ سکتا تھا جو کوئی اس بات کا سمجھنے والا ہے اس کی نظر میں ایسی سینکڑوں رکاوٹیں لایعنی اور بے معنی ہوں گی۔اگر اس آفتاب جمال کا ایک ذرہ بھی آسمان غیب مطلق سے بے نقاب ہوکر اپنی تابانی دکھائے تو یہ عالم اور اس کے تمام آثار فنا ہوجائیں اور مٹ جائیں۔بایں ہمہ وہ خورشید ومحبوب اپنے انوار کی کرنوں کی ایک ایک شعاع کی عجیب جلوہ نمائی کرتا ہے۔کہ کثرت کے پردوں کے پیچھے سے ہر طرف جلوہ نما ہے۔خوباں جہاں کے عکس سے دنیا میں عیاں ہے کہ وہ پردہ سے آشکارا ہے لیکن پھر بھی پردہ میں عیاں ہے۔

ورنہ نور ذات کا تو کوئی قصور نہیں کہ وہ پردوں کے پیچھے سے بھی عیاں ہے۔یاں ہماری نگاہوں کو اس کے دیدار کا سلیقہ نہیں آتا۔اے اشرف جو کوئی ایسی نظر رکھتا ہے کہ پردوں میں اس کے جمال کا مشاہدہ کرسکے تو وہ خدا کو دیکھ سکتا ہے لیکن نظر اس بارے میں سرگرداں رہے گی۔

جیسا کہ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نے فرمایا ہے سمجھنا چاہیئے کہ یہ بات سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ عالم کثرت میں اس کا یہ نور بحسب ظہور وتجلی ہے۔بحسب حقیقت نہیں ہے اس لئے کہ اسکی حقیقت ذات کا ابد تک ادراک نہیں ہوسکتا اور نہ اسکا احاطہ ہوسکتا ہے کبھی بھی نہ بحسب مجموع نہ بحسب تفصیل۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اگرچہ نسبت شہود کا ملکہ پیدا ہوجانے کو صوفیہ کرام وصول اور مشاہدہ کہتے ہیں۔لیکن وہ لوگ جو عروس وصول کے ناظر ہیں اور خورشید ہائے حصول کے دیکھنے والے ہیں ان کا کچھ اور ہی مشرب ہے (وہ یہ بات نہیں کہتے) کہ ان کے مشرب کی وضاحت کے لیے عبارت کا دامن تنگ ہے اور نہ اشارات میں اس کو سمو سکتے ہیں اور نہ اس کا وزن کرسکتے ہیں۔[۱]

مثنوی

دیدن رخسار اواندر نقاب	گرچہ دارد ذوق وشوقی بی حساب
لیک درچشم شہود عارفان	پردہ بررخسار نبود بیگمان

---

۱ بے حجابی میں بھی نکلیں ان کی پردہ داریاں:۔ شمسؔ وہ اتنے نمایاں ہیں کہ پنہاں ہوگئے

بلکہ ایشان رادرین ذوق وصال　　　ہست ذوقی دیگر ازراہ کمال

ترجمہ:۔اس محبوب کے رخسار کا دیدار نقاب کے اندر اگرچہ بڑے ذوق وشوق کا حامل ہے۔لیکن عارفوں کی نگاہ شہود میں اس کے رخساروں پر کوئی پردہ نہیں ہے بلکہ ان حضرات کو اس ذوق وصال میں ایک دوسرا ذوق از راہ کمال حاصل ہے۔
ہر چند کہ عارفوں کو دنیا کے کارخانۂ عروسی میں عروس زیبا نگار یعنی پروردگار کا مشاہدہ حاصل ہے لیکن اس عروس زیبا نگار کے رخساروں پر جو ایک باریک پردہ پڑا ہوا ہے وہ اس دنیا میں نہیں اٹھ سکتا۔اس لیے کہ اس کے اٹھنے کا وعدہ دار آخرت میں کیا گیا ہے۔ تاکہ مشاہدہ ورویت میں فرق باقی رہے۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ جس قدر لطافت زیادہ ہوگی۔اسی قدر مشاہدہ کی نسبت کامل تر ہوگی۔پس اس دار امکان اور دار آخرت کی لطافت کے درمیان فرق ظاہر ہے۔اور یہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے **لو کشف الغطاء لمازددت یقینا یقینا** اگر یہ حجاب دور بھی ہو جائے تو یقیناً میرے یقین میں کچھ اضافہ نہ ہوگا (اس کی ذات پر جیسا یقین اس وقت ہے اس وقت بھی رہے گا۔) اس کا جواب یہ ہے کہ فی الواقع یقین میں تو کچھ زیادتی نہیں ہوگی۔ہاں شوق وصول اور ذوق حصول میں اضافہ ہوگا۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے تقریباً ان الفاظ میں یہ واقعہ بیان فرمایا کہ شیخ ابوالبرکات تقی الدین علیؒ الدوستی السمنانی قدس سرہ فرماتے تھے کہ جب کبھی سالک تجلی کے وقت کسی صورت کا مشاہدہ کرے تو اس کو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ تجلی صوری ہے اور حق تعالیٰ کو اس صورت سے منزہ سمجھنا چاہیئے۔البتہ اس کو تجلی حق تعالیٰ جاننا چاہیئے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے انی انا اللّٰہ کی آواز سنی تو اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وہ درخت جس سے یہ آواز آئی تھی خدا تھا تو ایسا کہنے والا کافر ہے اور کوئی یہ کہے کہ یہ بات خدا نے نہیں فرمائی تو ایسا شخص بھی کافر ہے۔پس تجلی صوری کو بھی اسی طرح سمجھنا چاہیئے اور ایسا ہی اعتقاد ضروری ہے اس روز جبکہ انہوں نے یہ بات فرمائی۔اخی علی دوستی بھی موجود تھے۔حضرت شیخ نے فرمایا کہ مجھے علی دوستی کا یہ واقعہ اور جو کچھ انہوں نے اس وقت کہا بہت پسند آیا میں اس وقت درویشوں کے اعتقاد کی استقامت کے لیے اس کو بیان کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے اس سال ایک بار کل موجودات کی صورت میں،، تجلی فرمائی۔علی دوستی نے اس کی تنزیہ اور تسبیح ان الفاظ میں بیان کرنی شروع کر دی جو صور لفظی میں اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے ادا کرائے تنزیہ وتسبیح اللہ تعالیٰ کو پسند آئی۔اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات کے متعلق ان سے دریافت کیا کہ کیا تو نے مجھے دیکھا۔علی دوستی نے جواب دیا نہیں اے پروردگار! فرمایا کہ پھر یہ جو کچھ دیکھا یہ کیا تھا۔؟ علی دوستی نے کہا کہ یہ سب تیرے آثار وافعال اور صور صفات تھے تیری ذات تمام چیزوں سے منزہ و پاک ہے۔ان کا یہ جواب بارگاہ رب العزت میں بہت پسند کیا گیا۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے طوالع الشموس[۱] سے یہ بات نقل فرمائی کہ جب یہ بات محقق ہوگئی کہ بصارت بصیرت سے ہے اور اس سے قائم ہے اور کوئی ادراک بھی بغیر اس کے نہیں ہوسکتا۔ جیسے شعاع جو چراغ کی روشنی سے متعلق ہے اسی طرح بصارت کا تعلق بصیرت سے ہے پس کسی صورت کا دیدار بھی اس وقت تک ہے جب تک بصیرت، بصارت کے ساتھ ہے اور اس سے متعلق ہے۔ جب بصیرت کا تعلق حق سے ہوگیا اور وہ حس باقی سے متعلق ہوگئی اور اس کی طلب اس میں پیدا ہوگئی تو پھر یہ بصارت کہاں باقی رہی وہ تو رخصت ہوچکی کہ اثر بغیر موثر کے نہیں پایا جاتا جب بصیرت نہیں تو بصارت بھی نہیں۔ اس موقع پر بصارت خود بصیرت بن جاتی ہے۔ اور اس کا وصف اختیار کرلیتی ہے پھر وہ کسی صورت کو نہیں دیکھتی اور بصیرت میں حق جلوہ گر ہے۔ پس اب بصارت و بصیرت میں سوائے حق کے کوئی دوسرا نہیں رہا اور جب بصیرت صفت حق بن گئی تو اب بصارت بصیرت بن کر نہ قبل دیکھتی ہے نہ بعد، نہ دایاں دیکھتی ہے نہ بایاں نہ اس کے فوق ہے نہ تحت ہے۔ اب نہ یہاں مناسبت اضداد باقی رہتی ہے اور نا مشابہت انداد (صندین کا شکل میں آنا) اب بس وہی جیسا کہ وہ ہے رہے گا۔ وھو کما ھو لا ھو اس نسبت کا تعلق صرف کشف سے ہے کہ قوت ادراک یہاں بیکار ہے۔ تم نہیں دیکھتے کہ حق تعالیٰ نے اس بات کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ	نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں اور وہ
یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ[۲]	احاطہ کئے ہوئے ہے سب نگاہوں کا۔

یہاں غور کرو۔ دیکھو کہ بصیرت یہاں کارفرما ہے اور عقل اس کے ادراک سے بیکار ہے۔ بہر حال یہ بحث بہت طویل ہے۔ ہزاروں دفتر بھی بھر جائیں پھر بھی اس نکتہ رویت کو نہیں پاسکتے۔

رویت کے اقسام وانواع

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث شریف میں:

سیرون ربکم یوم القیامة کماترون	نزدیک ہے کہ تم اپنے پروردگار کو قیامت کے دن
القمر فی لیلة البدر.	اس طرح دیکھو گے جس طرح تم چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہو۔

عارف کے لیے ایک انکشاف کامل ہے۔ جس میں معارف غریبہ پوشیدہ ہیں اور یہ بات معلوم ہوگی کہ رویت تین طرح کی ہے۔ یقین مشاہدہ اور عیانی۔ یقین یعنی رویت الیقینی، یہ جملہ مومنین کو حاصل ہے کہ ہر ایک جانتا ہے کہ رویت حق تعالیٰ حقیقی ہے اور ہم اس کا دیدار کریں گے۔ یہ قسم عوام ہے۔ اور مشاہدہ یہ خواص کے ساتھ مخصوص ہے وہ حق تعالیٰ کا دیدار دنیا میں بھی کرتے ہیں لیکن چشم دل کے ساتھ:

http://Ashrafi.org

کانہ یراک گویا کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔

اوررویت عیانی کا تعلق کل قیامت سے ہے کہ چشم سر سے اس کا دیدار کریں گے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰؒ نے فرمایا کہ وصول علم یقین ایسے صوفیہ کرام کو حاصل ہے جو صرف کامل ہی نہیں بلکہ مکمل (کمال پر پہنچانے والے) ہیں۔ یہی وصول علم الیقین رویت ہے۔

چنانچہ رسالہ غوثیہ میں ہے:

یاغوث من سانی عن الرویت بعد العلم فھومحجوب بعلم الرویة فمن ظن ان الرویت غیر العلم فھو معذور

یاغوث حصول علم کے بعد جس نے مجھ سے رویت کے بارے میں دریافت کیا وہ علم رویت سے محجوب ہے جس نے یہ سمجھا کہ رویت غیر علم ہے وہ معذور ہے۔

وصول کیا ہے؟

ایک موقع پر وصول کے بارے میں گفتگو ہونے لگی کہ وصول کیا ہے تو حضرت قدوۃ الکبریٰؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت شیخ شبلی قدس سرہ سے دریافت کیا کہ وصل کیا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ عطفتین کو دور کردے۔ تجھے وصل حاصل ہوجائے گا۔ یعنی دومیلانات یادوخواہشات کوترک کردے اس پر سائل نے سوال کیا کہ حضرت عطفتان کیا ہیں؟ **قال قام ذرة بین یدیکم فحجبتکم عن اللہ** کہ ایک ذرّہ تمہارے سامنے ایستادہ ہے پس وہ تمہارے لئے خدا سے حجاب بن گیا ہے۔ سائل نے پھر سوال کیا

فقال ماتدک الذرة قال الدنیاو العقبیٰ کہ یہ ذرہ کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الدُّنۡيَاوَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ[۱] تم میں سے کوئی دنیا کا ارادہ کرتا تھا اور کوئی آخرت کو چاہتا تھا۔

پس ان میں اللہ کا طالب کون ہے۔ پھر شبلیؒ نے فرمایا:

اذقلت اللّٰہ فھو اللّٰہ و اذاسکت فھو اللّٰہ یامن ھم لاھو سبحانه وحده لاشریک له جب تو نے کہا اللہ تو وہ اللہ ہی ہے اور جب تو خاموش رہا تو بھی اللہ ہی ہے، اے وہ ذات جس کے سوا کچھ نہیں وہ پاک اور واحد ہے۔

یہ کہہ کروہ بے ہوش ہوگئے ان کو وہاں سے اٹھا کران کے گھر لے گئے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰؒ نے فرمایا وصول دوطرح پر ہے ایک تو وہ ہے جس کے بارے میں علمائے ظاہر فرماتے ہیں کہ:

العلم باللّٰہ وصول الیه اللہ تعالیٰ تک پہنچنا علم باللہ ہے۔

---

[۱] پ۴ آل عمران ۱۵۲

http://Ashrafi.org

چنانچہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا علم یہ ہے کہ جس نے اسکو جانا اور اس پر ایمان لایا گویا وہ اس تک پہنچ گیا، اور دوسری نوعیت وصول کی ہے جو صوفیائے کرام بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ''غیر سے الگ ہو جانا اور خدائے عزوجہ سے اتصال حاصل کرنا وصول ہے''، اس لئے کہ بندے اور خدا کے درمیان نہ آسمان، نہ زمین نہ پہاڑ نہ دریافت دشت نہ بیابان کوئی چیز بھی حجاب نہیں، سوائے اس کے کہ بندہ غیر کے ساتھ مشغول ہو۔

شعر

چون نماند دردلت اغیار نام پردہ ازمجوب برخیز وتمام

ترجمہ:۔ جب تیرے دل میں غیر کا نام باقی نہیں رہے گا تو اس مجوب کے رخ سے تمام پردے اٹھ جائیں گے۔

اس منزل پر سالک کو کمال مشاہدہ اس درجہ مستغرق کر دیتا ہے کہ اس میں کسی غیر کو نہیں سنا جا سکتا۔

مصرع: اَنا من اھویٰ و من اھویٰ انا

ترجمہ:۔ میں وہ ہوں جس کو وہ دوست رکھتا ہے اور جس کو میں دوست رکھتا ہوں وہ میں ہی تو ہوں۔ سے اس مرتبہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

مثنوی

ہمدم گراز بردُرّ وجود غرق گردد دردل بحرشہود

دُرّودریا ہردو باہم گم شود ہمچو جوئی کاخران قلزم شود

ترجمہ:۔ اگر کوئی ہمدم ایک دُرّ وجود کے لیے بحر شہود کے اندر غرق ہو جائے تو اس وقت در اور دریا دونوں ایک ہو جائیں گے جس طرح ایک نہر قلزم میں گر کر خود قلزم بن جاتی ہے

مومنوں کی رویت

جب یہ ذکر چھڑا کہ مومنوں کو رویت حق کس طرح ہوگی تو حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا مومنوں کی رویت کے بارے میں وضاحت یہ ہے کہ اصحاب سنت و جماعت اور ارباب دین و دیانت کی رائے اس سلسلہ میں مشہور ہے اور ان کا اعتقاد ظاہر ہے۔ اور اسلاف کرام کی کتب عقائد میں اس کی صراحت موجود ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سلسلہ میں آئی ہے:

واذانظروا الی الجمال طابوا اور جب اس کے جمال کا نظارہ کریں گے تو شادماں ہوں گے

واذانظروا الی الجلالہ زابوا. اور جب اس کے جلال کا مشاہدہ کریں گے تو پگھل جائیں گے۔

یعنی جو مومنین بہشت میں پہنچیں گے اور بہشت کو حور وغلماں سے آراستہ پیراستہ پائیں گے تو خوشی سے مست ہو جائیں گے اور اس کے بعد جمال حق کا نظارہ کریں گے تو بے حد وحساب طرب حاصل ہوگی۔ اور جب جلال حق پر نظر کریں گے تو ان میں گداز پیدا ہوگا

شعر

چشم شوخ تو خون من ریختہ بود
آہ ازنہ لب تو دستگیرم بودی

ترجمہ:۔ تیری شوخ چشم نے میرا خون کر دیا ہے۔ آہ تیرے لبوں نے میری دستگیری نہ کی۔ کہ بہشت پگھلنے کی جگہ نہیں۔

قطعہ

چون جمال یار دیدہ آن زمان درطرب آیند از حسنش نیاز
ورجلال اونماید ذرّۂ گربود صدکوہ آید درگداز

ترجمہ:۔ جب دوست کا جمال دیکھیں گے تو دوست کا حسن دیکھ کر بے انتہا مسرور ہوں گے اگر اس کا جلال اپنا ایک ذرہ بھی بے نقاب کر دے تو اگر سو پہاڑ بھی ہوں پگھل جائیں۔

اس موقع پر شیخ خادم حسین نے عرض کیا کہ گداختن،، سے یہاں کیا مطلب ہے؟ کیا یہ گداز حقیقی ہے یا اس کی کوئی تاویل ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ یہ گداختن حقیقی نہیں ہے۔ کہ جنت پگھلنے کی جگہ نہیں ہے۔ بلکہ گداختن سے مراد یہ ہے کہ جب وہ جمال حق کا مشاہدہ کریں گے تو ان تمام چیزوں کو بھول جائیں گے جو انہوں نے جنت میں دیکھی ہوں گی۔ اور اس وقت ان کو کوئی چیز یاد نہ رہے گی۔ اور وہ یہ خیال نہ کر سکیں گے کہ وہ چیز انہوں نے دیکھی ہے یا نہیں!

غزل

چو بینند عاشقان درروئ معشوق چہ معشوق کہ اور انیست ثانی
زنند خیمہ زملک خویش بیرون زدیدار جمال کامرانی
جمال حور دارد کامرانی بجنب صورت آن پر معانی
بل از ہر دوجہان چیزی نباشد کہ تمثیاش بود ازانس وجانی
اگر از نعمت کونین معرض نباشد پیش حسن جاودانی
مگواز ناظران روئ باقی کہ نبود ازوجود خویش فانی
اشرف ازگلشن دیدار آنکس گلی چیسند کہ داند باغبانی
اگر نبود وجودش ہیچونرگس جہ بینند گلشن دیدار جانی

ترجمہ:۔ جب عاشقوں نے معشوق کے چہرے میں دیکھا۔ ایسا معشوق کہ جس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ تو اپنے ملک سے باہر خیمہ زن ہو گئے، دیدار جمال سے کامران ہوئے۔ حور کا جمال کامرانی کا حامل ہے۔ جو اس پر معانی صورت میں ہے بلکہ دو جہاں میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو انس وجانی کی تمثیل ہو۔ اگر کونین کی نعمت بھی حاصل ہو جائے تو حسن جاودانی کے سامنے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے باقی کا چہرہ دیکھنے والوں سے نہ کہو کہ اپنا وجود

فانی نہیں تھا۔اس کے گلشن دیدار سے اشرف نے وہ پھول چنے جو باغبان جانتا ہے۔اگراس کا وجود نرگس کی طرح نہ ہوتا تو گلشن میں دیدار جانی کیسے کرتا ہے۔

اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے:۔

وَاِذَارَاَیۡتَ ثَمَّ رَاَیۡتَ نَعِیۡماً — اور جب تو وہاں (کسی طرف بھی) نظر اٹھائے نعمت ہی

وَّمُلۡکاً کَبِیۡرًا — دیکھے اور بہت بڑی بادشاہت۔

منقول ہے کہ جب مومنین جمال حق کی پہلی نظر دیکھیں گے تو اس کے ذوق سے اسّی سال تک مست و بےخبر رہیں گے۔

بیت

جمال درنظر شوق ہم چنان باقی — گدا اگر ہمہ عالم بدو دہند گداست

ترجمہ:۔نظر شوق میں آرزوئے جمال اسی طرح باقی ہے اگر گدا گر کو تمام عالم بھی دے دیا جائے جب بھی وہ گدا گر رہے گا۔

اس موقع پر قاضی اشرف نے عرض کیا کہ جب مومنین حال دیدار میں ہوں گے وہ ان چیزوں سے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔جیسے نعمتوں سے بہرہ ور ہونا،حوروں سے مباشرت کرنا اور اس طرح کی دیگر لذتوں سے بہرہ یاب اور محفوظ ہوں گے یا نہیں؟اس کا جواب ''معدن المعانی،، میں اس طرح دیا گیا ہے کہ یہ تمام نعمتیں دوسری حالت میں ہوں گی لیکن یہ نعیم دارین میں جمع نہیں ہوسکتی ہیں کہ بہشت کی لذتوں اور خواہشات لذت کے اعتبار سے دیدار خداوندی کل نعیم کا دیکھنا ہے۔یہ ایک نعمت نعیم دارین کا جمع ہوجانا ہے۔کسی نے خوب کہا ہے

فرد

ہرچہ ہست ازمنظر حسن وجمال — محوگردد پیش حسن لایزال

(ہیچ ہیں سب منظر حسن وجمال — سامنے ہے جب وہ حسن لایزال)

اس اعتبار سے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ بہشت حواس کی بہرہ مندی کے لیے تو ایک معدن ہے لیکن دل کی لذت تو خدائے عزوجل کے دیدار میں ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرٰا فرماتے تھے کہ صوفیہ کرام کا طبقہ عالیہ اگرچہ جنت میں حور وقصور کی طرف متوجہ اور ان کی لذتوں سے بہرہ یاب ہوگا لیکن ان کا ذوق وشوق عام مسلمانوں کے ذوق وشوق سے سوا ہوگا بلکہ وہ رویت الٰہی جس میں نہ کم ہے نہ کیف ہے حور عین کے نظارہ اور مندرجہ بالا محلات کے ملاحظہ سے حاصل کرینگے یہ نکتہ ہر طبیعت کے ادراک کے لائق نہیں ہے۔

قطعہ

کسی کو اینچنین ادراک باشد زلذتہائ بشری پاک باشد

بود ذوقی مرایشان رابدیدار کہ برتر ازہمہ ادراک باشد

ترجمہ:۔جب کسی کوایسا دیدار میسّر آجائے جوادراک سے بالاتر ہےتو یقیناً بشری لذتوں کی کیا پرواہ کرے گا۔ذوق دیدار اسی کو ہوسکتا ہے جوتمام ادراک سے بلندو بالا ہو۔

حضرت قدوۃ الکبرافرماتے ہیں کہ رویت کی لذّت شوق کے اندازہ کے مطابق ہے جس مقدار کا کسی کوشوق ہوگا (اتنا ہی بہرہ یاب ہوگا) بعض کودنیا سے مشاق لے جاتے ہیں اور یہ بہت بڑا کام ہے۔

قطعہ

روزمحشر کہ من ازخواب گراں برخیزم ہمچونرگس بجمالت نگران برخیزم

گردرانجای شہیدان غمت راطلبند من بخون غرق کفن نعرہ زنان برخیزم

ترجمہ:۔جب روزمحشر میں خواب گراں سے میں بیدار ہوں گا تو نرگس کی مانند تیرے جمال کو دیکھتا ہوا اٹھوں گا اور اگر وہاں تیرے غم کے شہیدوں کوطلب کریں گے(پکاریں گے) تو میں خون میں غرق کفن میں سے نعرہ مارتا ہوا اٹھوں گا۔

اور بعض حضرات کواللہ تعالیٰ اپنی عنایت سے آخرت میں یہ شوق عنایت فرمادے گا۔

حضرت قدوۃ الکبرانے فرمایا جب دوزخیوں سے اللہ تعالیٰ ما کثوا فرمائے گا(دیر تک انتظار کرو) تو اس خطاب کی لذت سے دوزخی عذاب کی وحشت اوردوزخ کی عقوبت کوبھول جائیں گے۔جیسا کہ حضرت غوث اعظم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا

یـاغـوث لاوحشـت ولاحـرقة فـی الـنـار بعد الخطاب لاهلها یاغوث دوزخیوں سے خطاب کے بعد آگ میں حرکت اور وحشت باقی نہیں رہے گی

ان کارونا دھونا اورآہ وبکا کرنا فراق کے باعث تھا نہ کہ بوجہٴ عذاب۔

قطعہ

چویوسف برسرزندان گذر کرد خطابی کرو بازندانیان ساز

زیاد شوق آن آواز زندان شدہ گلشن پراز گلہائ طناز

ترجمہ:۔جب حضرت یوسف قیدخانہ کی طرف سے گذرے اورقیدیوں سے مخاطب ہوئے تو قیدخانہ ان کی یاد کے شوق میں رنگا رنگ پھولوں سے مہکتا ہواگلشن محسوس ہونے لگا۔

حضرت قدوۃ الکبرافرماتے تھے کہ جب طالب کا دل آتش شوق کے دیدار سے جلتا ہے اور سالک کی جان یار

http://Ashrafi.org

کی محبت کے شعلے سے جلنے لگتی ہے تو اس وقت تمثیل کے پانی سے اسکی اس آگ کو ٹھنڈا کیا جاتا ہے اس لیے کہ عاشقوں کے لیے یہ لباس تمثیل نہ ہوتو ان کا لباس حیات پارہ پارہ ہو جائے۔

قطعہ

عاشقان راوصال دانی چیست یافتن راہ دربساط مثال
زانکہ وصل خدایٔ بی کم وکیف جزتمثل محال ہست محال

ترجمہ:۔تمہیں معلوم ہے کہ عاشقوں کے لیے وصال کیا ہے؟ ان کا وصال یہ ہے کہ ان کو بساط مثال کی طرف راستہ مل جائے اس لیے کہ اس ذات کا جس میں نہ کم ہے نہ کیف ہے تمام اغراض سے پاک ہے، سوائے تمثیل کے وصال محال ہے محال۔

چنانچہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں اضطراب واشتیاق بہت زیادہ ہوا اور جدائی کی آگ حد سے بڑھ گئی تو آپ کو معراج مثال کا عروج عطا کیا گیا۔(معراج عطا ہوئی) اور آپ کے سراقدس پر وصل کا تاج سجایا گیا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رایت ربی فی لیلة المعراج فی احسن صورتہ شاب اوامرددزی قطط — میں نے اپنے رب کو لیلۃ المعراج میں ایک جوان امرد مرغولہ موکی بہترین صورت میں دیکھا۔

اور اسرار مثال سے مطلع ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے اور انوار مثال پر نظر رکھنا کسی معمولی کردار کے بس کی بات نہیں ہے۔

قطعہ

ای براور پایٔ درراہ مثال مشکل است وبہترین پندار حال
ہرکرا شاہ مثال یار داد برسریر لایزالی پانہاد

ترجمہ:۔اے دوست راہ مثال میں پاؤں رکھنا بہت مشکل ہے لیکن اسکو بہترین حال سمجھنا چاہیئے۔جس کسی کو شاہ مثال اپنے حضور میں باریاب فرماتا ہے۔گویا اس نے لایزالی تخت پر اپنا قدم رکھ دیا۔

حضرت قدوۃ الکبرؒا نے فرمایا کہ شیخ سہل عبداللہ تستری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور اس عالم میں ایک تمثل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور وجود کو تمثیل مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم اور پیکر کو تخیل مرتضوی میں جلوہ نما فرمایا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ [۱] — بے شک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قد پُر نور کا سایہ نہ ہونا اسی بناء پر تھا۔

---

[۱] پ ٦ المائدہ ۱۵

http://Ashrafi.org

شعر

سایہ نداری کہ تو نورمہی روکہ تو خودسایہ نور الٰہی

ترجمہ:۔ چونکہ آپ ایک عظیم نور تھے اس لیے آپ کا سایہ نہ تھا اور نورالٰہی کا سایہ کس طرح ہوسکتا تھا۔

بے شک آپ کا وجود مبارک آفتاب حقیقت کا پرتو تھا اور ظاہر ہے کہ پرتو کا سایہ نہیں ہوتا

مثنوی

بود ذاتش پر توخورشید ذات تافتہ انوارِ اور ازشش جہات

لاجرم نور خدا مسند بود سایہ اوانوار باہم ضدبود

ترجمہ:۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی خورشید ذات کا ایک پرتو تھی جس کے انوارشش جہات سے تاباں تھے۔ بے شک خدا کا نور حقیقت محمدی میں تھا اس لیے اس کا سایہ نہ تھا کہ سایہ اور نورتو باہم متضاد ہیں۔ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

امام ابوبکر قحطیؒ فرماتے ہیں:

رایت رب العزة علی صورة النبی الامیؐ. میں نے خدا کو نبی الامی کی صورت میں دیکھا۔

اور مجھے معلوم ہے کہ یہ ذات گرامی کون ہے تو النبی الامی کو سمجھ اور عندہٗ ام الکتاب (اوراس کے پاس ام الکتاب ہے) کو پڑھ اور سمجھ۔اور یہ جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔یہی تمثیل ہے۔ یہ بطور تمثیل وتشبیہ نہیں ہے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے حضرت مولانا رومیؒ کے معارف سے یہ بات فرمائی کہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ انسان دنیا میں اس حشمت سرمدی کے لائق اور دولت ابدی کے شایاں اس وقت بن سکتا ہے کہ جب وہ اس عالم سفلی سے گزر کر گلزار علوی میں پہنچ جائے جس طرح وہ پہلے لالہزار علوی سے نکل کر اس کوہسار سفلی میں آیا تھا۔

قطعہ

اگر خواہی کہ بینی بارعلوی زسفلی برگذر وآثار علوی

کہ علوی روئ علوی رابہ بیند درین گلذار سفلی گل بچیند

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ اکثر سالکوں کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مجاہدہ سے مشاہدہ کا دروازہ کھول دیتا ہے اور بعض حضرات کو اس حالت میں کہ مسند نشین ریاست ہوتے اور صدر بالش پر بیٹھے ہوتے ہیں اس عروس کا نظارہ میسر آجاتا ہے۔ بہرحال وہ مستغنی ہے جیسا چاہے کرے کسی کے لئے دم مارنے کا موقع نہیں ہے۔

http://Ashrafi.org

مثنوی

یکی پیمودہ راہ عشق بسیار بدیدہ تاجمال یار دلدار
یکی در بزم عیش خودنشستہ شراب وصل خوردہ باخجستہ

چنانچہ خواجہ مظفرؒ سے منقول ہے کہ فرماتے تھے جو کچھ دوسرے لوگوں کو سخت مراحل، خونخوار جنگلوں کو طے کرنے اور جانگداز دشت و در میں رہنے کے بعد حاصل ہوتا ہے وہ میں نے سروری اور حکومت کے تخت پر بیٹھ کر پالیا۔ اصحاب رعونت ان بزرگ کے اس قول کو ایک دعویٰ سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ایسا کہنا ان کے حال کا نقص تھا۔ نشان کمال نہیں تھا۔

بدستان راست نابدکار رستم ززالی زشت آید زیب پرچم

ترجمہ:۔ عام لوگ رستم نہیں بن سکتے اور عورتوں کے ہاتھ میں پرچم زیب نہیں دیتا۔

حضرت قدوۃ الکبرا کی خدمت میں باباتنگر قلی جو قلماق ترک تھے اور دوسرے دوست علی جو اوزبک ترک تھے منازل سلوک طے کرنے کے لئے حاضر ہوئے ان دونوں اصحاب کے حال کے مطابق ہر ایک کے لئے الگ الگ طریقہ کار مقرر کیا گیا۔ تنگر قلی کو ذکر کے لئے ایک ایسا کمرہ عنایت کیا گیا جس میں اعلیٰ درجہ کا فرش تھا اور دوست علی کے لیے سخت ریاضت مقرر کی گئی۔ ہمارے بعض ساتھی اس موضوع پر تبادلہ خیال کر رہے تھے تو حضرت نے فرمایا کہ مرشد حضرات حاذق اطبا کی مانند ہیں کہ وہ مرض کے مطابق ہی ادویہ سے کام لیتے ہیں۔

مثنوی

طبیبان انظر تیزاست ای یار کہ درد ہر کسی دانند زنہار
یکی از درد سر دیگر زسودا بنالیدند ہردو پیش بیطار
زنظر تربیت فرمود شان را گلاب این را وآنرانیز جادار

ترجمہ:۔ اے دوست جو طبیب ہیں ان کی نظر بہت تیز ہے اور وہ ہر ایک کی بیماری کو اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ دو شخص تھے ایک کے سر میں درد تھا اور دوسرا سودا کی بیماری میں مبتلا تھا۔ یہ دونوں بجائے طبیب کے معالج حیوانات کے پاس پہنچ گئے، اس نے دونوں کے علاج کیلئے گلاب تجویز کر دیا (حالانکہ دونوں مرض ایکدوسرے کے متضاد ہیں)

پس کچھ عرصہ کے بعد تنگر قلی حجرۂ تربیت سے فارغ ہو کر باہر آئے تو حضرت نے ترکی زبان میں پوچھا "از حجرہ کور دنگر"، تو انہوں نے کہا "منی بعناء پیکر اول کوروم وکیم ہیچ کبشین عالمدار کورمسا بولقاہی اور فی البد بہہ ترکی زبان میں یہ شعر پڑھا

شعر ترکی:۔

کوروم اول خورشید نی کم برچہ عالم ذرہ
دورایچندم اول دریانی کم کم عرش پرسنگ قطرہ

(اس سے آگے آخر تک ترکی عبارت ہے)